ای میگزین
PAYAM-E-HAYA
خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

پیامِ حیاء

جمادی الاول/ جمادی الثانی 1448 NOV 2026

شمارہ نمبر 67

2026

Payam-e-haya

November

L M M J V S D

1
2 3 4 5 6 7 8
9 10 11 12 13 14 15
16 17 18 19 20 21 22
23 24 25 26 27 28 29
30

ماں

27 برس کوما کے بعد ہوش میں آئی

وفاق المدارس کا ترانہ

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3	سیرت النبی ﷺ، ۱۵ قسط (زوجہ محمد اقبال)	18
نعت (مولانا نعیم صدیقی رحمۃ اللہ)	4	صحت کا پیغام (ادارہ)	19
اداریہ: بدلتے موسم نئے عزم اور آپ کی آراء	5	خواتین کے لئے ازدواجی زندگی کو سنوارنے اصول (بنت عبداللہ)	20
گھر اور عورت۔۔۔ قسط: ۲ (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)	6	وفاق المدارس کا ترانہ (سعود عثمانی)	21
حضور ﷺ کی خصوصیات (مفتی عبدالرحمن)	7	بیٹیاں (ام نسیبہ)	22
اصل کامیابی (فاطمہ سعید الرحمن)	8	سردیوں کے گھریلو ٹوٹکے (رابعہ نوید)	23
مہنگی ڈرائی فروٹ چھوڑیں (ابو محمد)	9	سنیتھیا سے آمنہ (ام حسن)	24
جنگ یرموک اور بانگ درا (عذرا خالد)	11	ماں کبھی نہیں بھولتی (کوثر جبیں)	25
ماں (ضیاء چترالی)	13	خواتین قلم کاروں کو درپیش معاشرتی مسائل (ربیعہ عروج)	27
حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا پہرا دینا (زینب نعیم)	15	پکوان (عائشہ صدیقہ)	29
خواتین کے مسائل (دارالافتاء الاخلاص)	16	تبصرے	30
اللہ سے امید (مسز آصف اعوان)	17		

Published at
www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیما رضوان۔ عذرا خالد

کلام الٰہی

دین میں کوئی زبردستی نہیں، بیشک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے، سو جو کوئی معبودانِ باطلہ کا انکار کر دے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کے لئے ٹوٹنا (ممکن) نہیں، اور اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے

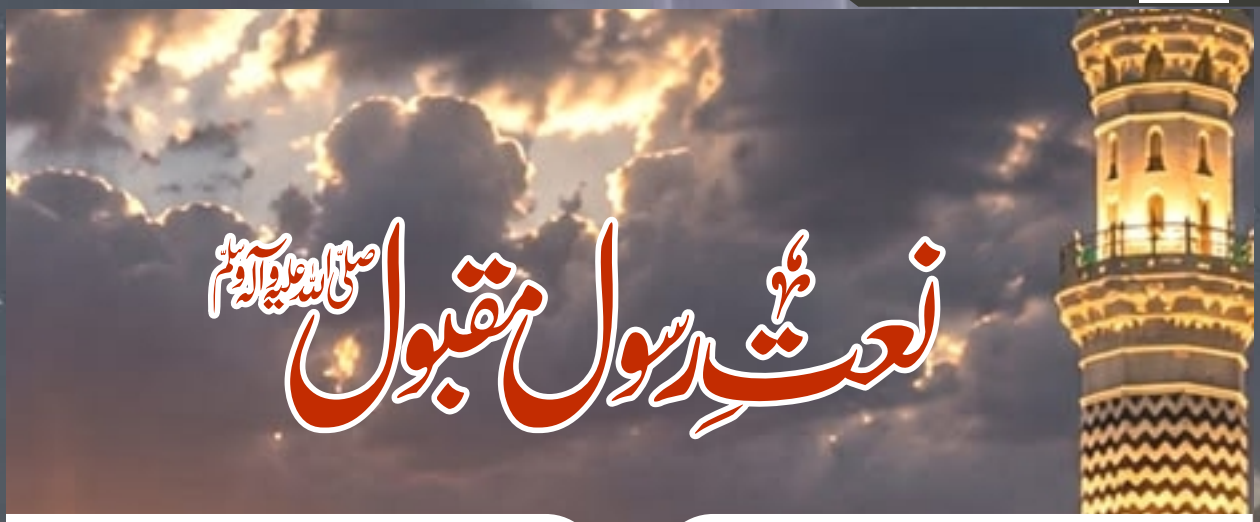
سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۵۶

کلام نبوی ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا" صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ: "جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا"۔

(صحیح بخاری رقم 7280)



نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے میرے نبیؐ صدق وصفا، جب دل پہ شب غم چھاتی ہے
اور دل کی شب غم میں کوئی، جب برق بلا لہراتی ہے

اور برق بلا جب بن کے گھٹا، باران شرر برساتی ہے
جب چاندی کے بت خانوں، میں انساں کے لہو کی بھینٹ چڑھے

نشہ ہو مہنتوں پر طاری، ہر بت کا قد کچھ اور بڑھے
ان بت خانوں میں چیخ کوئی، جب گونج کے دل دہلاتی ہے

بن باپ کے عاجز بچے جب، افلاس کے گھر میں پلتے ہیں
اور ان کے افسردہ چہرے، جب پیٹ کی آگ میں جلتے ہیں

کچھ جھوٹی امیدوں سے ان کو، جب بیوہ ماں بہلاتی ہے
ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل، ایسے میں تیری یاد آتی ہے

جب تخت بچھاتے ہیں اپنا، نمرود نئے، شداد نئے
شمشیریں جب لہراتے ہیں، مقتل میں کھڑے جلاد نئے

نازک سے ضمیر انساں پر سل جبر کی جب لد جاتی ہے
ماحول کی چکی میں پڑ کر، جذبات میرے جب پستے ہیں

ایمان کو چوٹیں لگتی ہیں، جب زخم تمنا رستے ہیں
صد ہا فتنوں کے گھیرے میں، جب طبع حزیں گھبراتی ہے

جب ساتھی سب کھو جاتے ہیں، جب میں تنہا رہ جاتا ہوں
انجانے دکھ کی لہروں میں، بے بس ہو کر بہہ جاتا ہوں

جب سہمی سہمی میری خودی، لہروں میں غوطے کھاتی ہے
ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل، ایسے میں تیری یاد آتی ہے

کلام: مولانا نعیم صدیقی رحمہ اللہ

اداریہ

بدلتی موسم، نئے عزم اور آپ کی قیمتی آراء

پیاری قاریات!

نومبر کا مہینہ موسم کی تبدیلی کے ساتھ ہمیں زندگی کے بدلتے ہوئے رنگوں کا احساس دلاتا ہے۔ سردیوں کی آمد ہمیں اپنے معمولات کو بہتر بنانے اور وقت کو مفید کاموں میں صرف کرنے کی یاددہانی کراتی ہے۔ یہ بھی ایک موقع ہے کہ ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ ہمارا وقت کہاں صرف ہو رہا ہے اور ہم اپنی آخرت کے لیے کیا تیاری کر رہے ہیں؟

ایک مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی روزمرہ مصروفیات کے ساتھ عبادات، تلاوتِ قرآن، دینی مطالعے اور اپنی اولاد کی تربیت کے لیے بھی وقت نکالیں۔ خصوصاً ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں میں دینی شعور، اچھے اخلاق اور مطالعے کا شوق پیدا کریں۔

پیاری بہنو!

پیامِ حیاء کا سفر آپ کی محبت، حوصلہ افزائی اور تعاون سے جاری ہے۔ ہماری ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ ہر شمارے میں آپ کے لیے کچھ نیا، مفید اور سبق آموز پیش کیا جائے۔ آپ کی آراء اور تجاویز ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ ہمیں ضرور بتائیے کہ اس شمارے میں آپ کو کیا پسند آیا، آئندہ کن موضوعات پر مضامین پڑھنا چاہیں گی اور میگزین کو مزید بہتر بنانے کے لیے آپ کے ذہن میں کیا تجاویز ہیں؟

اس سفر میں ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھائیں، علم و عمل کی روشنی پھیلائیں اور اپنی تحریروں کے ذریعے خیر کا پیغام عام کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے وقت کی قدر کرنے، نیک اعمال میں آگے بڑھنے اور دوسروں کے لیے فائدہ مند بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فاطمہ سعید الرحمن (ایڈیٹر: پیامِ حیاء ای میگزین)

پیام حیاء ای میگزین کے لیے آپ بھی کہانی، مضامین لکھیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد، نعت، نظمیں، اقوال زرین، معلومات، صحت اور بیوٹی ٹپس، پکوان، اب بیتی اور تبصرہ اپنے نام اور شہر لکھ کر وٹس ایپ کر سکتے ہیں۔

+92 313 2127970

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

گھر اور عورت اسلام کی نظر میں

قسط: ۲

سیدہ ام سلیمؓ کا واقعہ تو بہت ہی عجیب ہے۔ ان کے چھوٹے بیٹے کا انتقال ہو گیا اور ان کے شوہر حضرت ابو طلحہؓ گھر آئے، تو انہوں نے شوہر کے آرام اور ان کے کھانے پینے کا پورا خیال رکھا، خود کو آراستہ کیا اور شوہر کو کوئی پریشانی محسوس نہ ہونے دی۔ جب شوہر آرام کر چکے، تو نہایت دانشمندی اور نرمی سے بیٹے کی وفات کی خبر دی تاکہ ان کے سکون میں خلل نہ آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے اس مخلصانہ عمل پر ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

احادیث میں آتا ہے کہ: جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی (خوش) ہو، وہ جنت میں داخل ہو گی۔" (سنن الترمذی)

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے: جب عورت پنج وقتہ نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی ناموس کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے، تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (صحیح ابن حبان)

عورت کا سب سے عظیم منصب ماں ہے۔ بچوں کی صحیح تربیت کرنا ایک پوری نسل کو سنوارنا ہے۔ بچوں پر توجہ دینا، انہیں دین اور اخلاق سکھانا اور ان کی نشو و نما پر محنت کرنا کسی جہاد سے کم نہیں ہے۔ امت کی نیک خواتین نے اپنی گود کو ایسا مدرسہ بنایا کہ وہاں سے تاریخ ساز شخصیات پیدا ہوئیں۔ انہوں نے اپنے چاروں بیٹوں کو بچپن ہی سے خدا پرستی اور شجاعت کی ایسی تربیت دی تھی کہ قادسیہ کے میدانِ جنگ میں انہوں نے اپنے بیٹوں کو خود دین کی خاطر قربان ہونے کی ترغیب دی اور جب چاروں شہید ہو گئے تو اللہ کا شکر ادا کیا۔

امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) بچپن میں بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ ان کے والد کا انتقال ہو چکا تھا، لیکن ان کی والدہ نے ہمت نہ ہاری۔ وہ راتوں کو رو رو کر اپنے بیٹے کی بینائی اور علم کے لیے دعائیں کرتی رہیں، یہاں تک کہ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور بینائی لوٹا دی۔ ان کی دن رات کی توجہ اور دیکھ بھال ہی کا نتیجہ تھا کہ محمد بن اسماعیل آگے چل کر 'امام بخاری' بنے۔

الغرض گھر کا کام کاج، شوہر کی خدمت اور بچوں کی پرورش کوئی معمولی یا دنیاوی کام نہیں ہیں۔ یہ وہ عظیم ذمہ داریاں ہیں جنہیں اگر نیت کی پاکیزگی اور آخرت کے اجر کی امید کے ساتھ کیا جائے، تو یہ روحانیت میں ترقی کا ذریعہ ہیں۔ روزانہ گھر میں جھاڑو لگانا، کپڑے دھونا، ناشتہ

بنانا کھانا پکانا اور بچوں کو تیار کر کے تعلیم گاہ اور شوہر کو دفتر بھیجنا اتنے بڑے ثواب کا باعث ہے جس کا ہماری بہنیں اس دنیا میں تصور نہیں کر سکتیں۔ بچے کو سکھایا گیا ہر ایک اچھا لفظ آخرت میں نیکیوں کے ترازو کو بھاری کر دے گا۔ شرط یہ ہے کہ ہم مغربی نظریات اور اس کی ظاہری چمک دمک والی تہذیب سے متاثر ہونے کے بجائے سیرتِ فاطمہ، صحابیات اور امت کی صالحات کے طریقے کو اپنا مشعلِ راہ بنائیں، تبھی ہمارے گھر امن اور سکون کا گہوارہ بن سکیں گے۔

حضور ﷺ کی خصوصیات

مفتی عبدالرحمن سعید

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی میں بی بی آمنہ کو شام کے شہر نظر آئے۔

۲۔ مختون، ناف کیے ہوئے، ہر طرح کی آلودگی سے صاف، سجدہ کرتے ہوئے اور شہادت کی انگلی آسمان پر اٹھائے ہوئے ہونے کی حالت میں پیدا ہوئے۔

۳۔ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھولا جھلاتے۔

۴۔ جھولے میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی طرف اشارہ فرماتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھکتا تھا۔

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کو کبھی زمین پر دیکھا نہیں گیا، زمین فوراً جذب کر لیتی اور اس جگہ سے خوشبو مہکتی۔

۶۔ جس جانور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے وہ جانور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہونے کی حالت میں پیشاب پاخانہ نہ کرتا۔

۷۔ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک مشک سے زیادہ معطر تھا، آپ ﷺ جس راستہ سے گزرتے وہ خوشبودار ہو جاتا۔

۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جماہی نہیں آئی۔

۱۰۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔

۱۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ مبارک کھارے پانی کو میٹھا کر دیتا۔

۱۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلیں نہایت صاف اور سفید تھیں، ان میں بال نہ تھے۔

۱۳۔ آپ ﷺ جیسے سامنے سے دیکھتے پیچھے سے بھی دیکھتے، رات کی تاریکی میں آپ ﷺ اسی طرح دیکھتے جس طرح دن کی روشنی میں۔

۱۴۔ آپ ﷺ کی آواز اتنی دور جاتی کہ دوسروں کی اس کے دسویں حصے تک بھی نہ جاتی، اور آپ ﷺ دور کی آواز سن بھی لیتے تھے۔

۱۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتیں، مگر دل نہ سوتا۔ (تفسیر عزیزی جدید/صفحہ: ۵۰/پارہ عم)

اصل کامیابی

فاطمہ سعید الرحمٰن

حرا یونیورسٹی کی ایک ذہین اور باصلاحیت طالبہ تھی۔ پڑھائی میں اچھی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ تقریری مقابلوں، تحریری سرگرمیوں اور سوشل میڈیا پر بھی کافی متحرک رہتی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ لوگ اسے پہچانیں، اس کی تعریف کریں اور اس کی کامیابیوں کو سراہیں۔

اس کی کلاس میں مریم بھی پڑھتی تھی۔ وہ زیادہ نمایاں نہیں تھی، نہ ہی سوشل میڈیا پر اس کی کوئی خاص سرگرمی تھی، لیکن اس کے اخلاق، گفتگو اور سنجیدگی سے ہر کوئی متاثر تھا۔

ایک دن یونیورسٹی میں ایک اہم سیمینار منعقد ہوا۔ حرا نے خوب تیاری کی، عمدہ لباس پہنا اور اپنی تقریر کی ویڈیو سوشل میڈیا پر شیئر کرنے کے لیے کئی دوستوں کو پہلے ہی بتا دیا۔ دوسری طرف مریم نے بھی تقریر کی تیاری کی، مگر اس کی توجہ صرف اس بات پر تھی کہ وہ اپنی بات سے طالبات کو کوئی فائدہ پہنچا سکے۔

سیمینار کے بعد حرا نے اپنی تصاویر اور ویڈیو زاپ لوڈ کیں۔ چند گھنٹوں میں اسے بہت سے لائکس اور تبصرے مل گئے۔ وہ خوش تھی، مگر جب اس نے دیکھا کہ مریم کی تقریر کو اساتذہ اور طالبات نے زیادہ پسند کیا ہے تو اس کے دل میں بے چینی پیدا ہوئی۔

اس نے مریم سے کہا:

”تم اتنی سادہ رہ کر بھی سب کی پسندیدہ کیسے بن جاتی ہو؟ تمہیں اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی؟“

مریم مسکرائی اور بولی: ”حرا! شخصیت کی خوب صورتی صرف لوگوں کی نظروں میں نمایاں ہونے سے نہیں آتی۔ اصل خوب صورتی علم، اخلاق، کردار اور اس مقصد میں ہے جس کے لیے ہم اپنی صلاحیتیں استعمال کرتے ہیں۔“

یہ بات حرا کے دل میں اتر گئی، مگر وہ خاموش رہی۔

کچھ دن بعد یونیورسٹی میں ایک طالبہ کے بارے میں سوشل میڈیا پر نامناسب تبصرے شروع ہو گئے۔ اس کی ایک تصویر کو غلط انداز میں پیش کیا جا رہا تھا۔ بہت سی طالبات اس پر تبصرے کر رہی تھیں اور کچھ اسے مزید پھیلا رہی تھیں۔

حرا بھی اس پوسٹ کو دیکھ کر رک گئی۔ پہلے اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ بھی کچھ لکھے، مگر پھر اسے مریم کی بات یاد آ گئی۔ اس نے نہ صرف تبصرہ کرنے سے گریز کیا بلکہ اپنی دوستوں کو بھی سمجھایا کہ کسی کی عزت کو نقصان

پہنچانے والی بات آگے پھیلانا درست نہیں۔

اسی دن حرا نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو صرف شہرت حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ مثبت اور مفید کاموں کے لیے استعمال کرے گی۔ اس نے سوشل میڈیا پر تعلیمی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مختصر تحریریں شیئر کرنا شروع کر دیں۔ وقت گزرتا گیا۔ اب حرا کی پہچان صرف اس کی تصاویر یا مقبولیت نہیں تھی، بلکہ اس کے علم، اچھے اخلاق اور مثبت سوچ سے ہونے لگی تھی۔ اسے سمجھ آ گیا تھا کہ دوسروں سے آگے نکلنے کا نام کامیابی نہیں، بلکہ اپنے کردار کو بہتر بنانا، اپنی صلاحیتوں کو صحیح جگہ استعمال کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنا ہی اصل کامیابی ہے۔ اپنی پہچان لوگوں کی عارضی تعریفوں سے نہیں، اپنے علم، کردار، حیا اور مثبت کردار سے بنائیں۔ سوشل میڈیا کو شہرت کا ذریعہ بنانے کے بجائے خیر اور بھلائی پھیلانے کا وسیلہ بنائیں۔

مہنگے ڈرائی فروٹ چھوڑیں

سستی چیزیں، وہی طاقت، وہی فائدہ

ابو محمد

آج کل ہر گھر میں ایک ہی شکایت ہے، ڈرائی فروٹ اتنے مہنگے ہو گئے ہیں کہ بچوں کو کھلانا مشکل ہو گیا ہے۔ بادام 2800 روپے کلو، کاجو 3500، پستہ 5000، چلغوزہ تو 9000 سے اوپر چلا گیا ہے۔ لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے ہمارے اپنے دیسی اور سستے دانوں میں وہی طاقت رکھی ہے جو مہنگے ڈرائی فروٹ میں ہے۔ بس ہمیں پہچان نہیں تھی۔

کون سی مہنگی چیز کا سستا متبادل کون سا ہے:

1. بادام کا متبادل = مونگ پھلی

بادام میں کیا ہے؟ وٹامن E، پروٹین، دماغ کی طاقت، یادداشت۔ قیمت: تقریباً 2800 روپے کلو

مونگ پھلی میں کیا ہے؟ بادام سے زیادہ پروٹین، وٹامن E، وٹامن B3، دماغ کے لیے بہترین۔ قیمت: تقریباً 500 روپے کلو

طریقہ: روزانہ ایک مٹھی بھنی ہوئی مونگ پھلی، یا صبح 10 دانے بھگو کر کھائیں۔ بچوں کے لیے مونگ پھلی کا مکھن (Peanut Butter) بادام سے زیادہ فائدہ مند ہے۔

2. اخروٹ کا متبادل = السی کے بیج

اخروٹ میں کیا ہے؟ اومیگا 3، دماغ، دل، جوڑوں کے لیے

قیمت: تقریباً 2200 روپے کلو

السی کے بیج میں کیا ہے؟ اخروٹ سے 3 گنا زیادہ اومیگا 3، فائبر، قبض کا خاتمہ، دل کی حفاظت۔ قیمت: تقریباً 400 روپے کلو

طریقہ: روزانہ 1 چمچ السی بھون کر پیس لیں، دہی، دودھ یا سالن میں ملا کر کھائیں۔

3. کاجو اور پستہ کا متبادل = بھنے چنے + تل

کاجو پستہ میں کیا ہے؟ انرجی، کیلشیم، آئرن، ہڈیوں کی

مضبوطی۔ قیمت: 3500 سے 5000 روپے کلو

بھنے چنے + تل میں کیا ہے؟ کاجو سے زیادہ کیلشیم، آئرن، پروٹین، خون کی کمی دور کرتا ہے۔

قیمت: چنے 400 روپے کلو، تل 600 روپے کلو

طریقہ: شام کو بھنے چنے + گڑ، یا تل اور گڑ کی چکی۔ یہ بچوں اور عورتوں میں خون کی کمی کے لیے سب سے بہترین نسخہ ہے۔

4. انجیر کا متبادل = کھجور + کشمش

انجیر میں کیا ہے؟ قبض، خون، طاقت، ہڈیاں۔ قیمت: تقریباً 3000 روپے کلو

کھجور + کشمش میں کیا ہے؟ انجیر سے زیادہ آئرن، فوری انرجی، قبض کا علاج، کمزوری دور۔

قیمت: کھجور 800 روپے کلو، کشمش 1200 روپے کلو

طریقہ: روزانہ 3 کھجور + 10 دانے کشمش، رات کو پانی میں بھگو کر صبح کھائیں۔

5. چلغوزے کا متبادل = کدو کے بیج + سورج مکھی کے بیج

چلغوزے میں کیا ہے؟ پروٹین، زنک، مردانہ طاقت، قوت مدافعت۔ قیمت: 9000 سے 12000 روپے کلو

کدو کے بیج میں کیا ہے؟ چلغوزے سے زیادہ زنک اور میگنیشیم، پروٹین، نیند بہتر، قوت مدافعت۔ قیمت: تقریباً 1200 روپے کلو

طریق: روزانہ 1 چمچ کدو کے بیج بھون کر کھائیں۔

6. کشمش اور خوبانی کا متبادل = گڑ + مونگ پھلی

سردیوں میں لوگ خوبانی اور کشمش لیتے ہیں۔ اس کا سب سے سستا اور طاقتور متبادل ہے گڑ۔ گڑ میں آئرن، کیلشیم اور انرجی سب کچھ ہے۔ گڑ + مونگ پھلی سردیوں کی سب سے سستی اور گرم خوراک ہے۔

روزانہ کا سستا نسخہ - صرف 60 روپے میں

صبح: 3 کھجور + 10 دانے مونگ پھلی

دوپہر: 1 مٹھی بھنے چنے + گڑ کا ٹکڑا، رات: 1 چمچ السی + 1 چمچ تل دودھ میں

یہ نسخہ 3000 روپے والے ڈرائی فروٹ سے زیادہ طاقت دے گا۔

بڑھتی عمر میں اپنے چہرے کا خیال رکھیں



منجانب: حکیم شاکر فاروقی (Reg No: QH-44543-A)

جنگِ یرموک اور بانگِ درا

عذرا خالد

اسلامی تاریخ قربانی، شجاعت، ایثار اور عشقِ رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ جنگ یرموک بھی انہی اہم واقعات میں سے ایک ہے، جس میں مسلمانوں نے بے مثال جرأت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی معروف نظم ''جنگ یرموک کا ایک واقعہ'' میں اسی تاریخی پس منظر کو عشق رسول ﷺ کے جذبے سے عقیدت کے ساتھ پیش کیا ہے۔

جنگ یرموک ۱۵ ہجری میں حضرت عمر بن خطابؓ کے دورِ خلافت میں دریائے یرموک کے قریب لڑی گئی۔ اس معرکے میں مسلمانوں کا مقابلہ بازنطینی سلطنت کی فوج سے تھا، جو اس زمانے کی ایک بڑی عسکری قوت سمجھی جاتی تھی۔ شام اس وقت رومی سلطنت کے زیرِ اثر تھا اور مسلمان اس علاقے میں اپنی فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھا رہے تھے۔ جنگ یرموک میں مسلمانوں کو فیصلہ کن کامیابی حاصل ہوئی، جس کے نتیجے میں شام میں بازنطینی اقتدار کو شدید دھچکا پہنچا اور خطے میں اسلامی حکومت کے قیام کی راہ ہموار ہوئی۔

اس جنگ کی اہمیت محض ایک عسکری فتح تک محدود نہیں تھی، بلکہ اس نے اسلامی تاریخ کا رخ بدلنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ مسلمانوں کے اتحاد، نظم و ضبط، شجاعت اور اللہ تعالیٰ پر توکل نے اس معرکے کو تاریخ میں نمایاں مقام عطا کیا۔

علامہ اقبالؒ نے اپنی شاعری میں اسلامی تاریخ کے واقعات کو محض ماضی کی داستان بنا کر پیش نہیں کیا، بلکہ ان کے ذریعے مسلمانوں میں ایمان، خودی، عمل اور عشق رسول ﷺ کے جذبات بیدار کرنے کی کوشش کی۔ ان کا پہلا اردو مجموعۂ کلام ''بانگ درا'' ہے، جس میں شامل نظم ''جنگ یرموک کا ایک واقعہ'' اسی فکر کی خوب صورت مثال ہے۔

اس نظم میں اقبالؒ ایک نوجوان صحابی کے جذبۂ عشق و وفا کو پیش کرتے ہیں، جو میدانِ جنگ میں امیرِ لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے لڑنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں بے قرار ہے اور شہادت کے ذریعے بارگاہِ رسالت میں حاضری کی آرزو رکھتا ہے۔ اقبالؒ اس کیفیت کو ان اشعار میں بیان کرتے ہیں:

اے بو عبیدہ! رخصتِ پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا مرے صبر و سکوں کا جام

بے تاب ہو رہا ہوں فراقِ رسولؐ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

ان اشعار میں نوجوان کی بے قراری، محبت اور شوقِ شہادت کی کیفیت نمایاں ہے۔اس کے لیے عشق رسول ﷺ محض زبانی دعویٰ نہیں، بلکہ زندگی کے ہر جذبے پر غالب ایک کیفیت ہے۔ یہ اشعار نظم کے کردار کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں، جن کے ذریعے شاعر نے محبت کی شدت کو اجاگر کیا ہے۔

نوجوان کی بات سن کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھی نم ہو جاتی ہیں۔اقبالؒ اس منظر کو یوں بیان کرتے ہیں:

یہ ذوق و شوق دیکھ کے پرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفتِ تیغِ بے نیام

یہاں شاعر نے ایک ایسے سپہ سالار کی تصویر پیش کی ہے جس کی نگاہ میں بہادری اور عزم ہے، لیکن نوجوان کا والہانہ جذبۂ محبت اس کے دل کو بھی متاثر کر دیتا ہے۔اس کے بعد امیرِ لشکر نوجوان کے عشق و احترام کو سراہتے ہوئے فرماتے ہیں:

بولا امیرِ فوج کہ ”وہ نوجوان ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام“

اقبالؒ نے ان اشعار میں یہ پیغام دیا ہے کہ سچی محبت انسان کے کردار کو بلند کرتی ہے اور اہلِ ایمان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے احترام پیدا کرتی ہے۔ نظم کا ایک اور دل نشیں پہلو یہ ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نوجوان سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر اسے بارگاہِ رسالت میں حاضری نصیب ہو تو ان کی طرف سے بھی سلام عرض کرے:

پہنچے جو بارگاہِ رسولِ امیںؐ میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

یہ اشعار اقبالؒ کے دل میں عشقِ رسول ﷺ کی گہرائی اور امت کے اس روحانی تعلق کی عکاسی کرتے ہیں جو ہر دور کے مسلمان کے لیے محبت، عقیدت اور اتباعِ سنت کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ نظم کے اختتام پر اقبالؒ فرماتے ہیں:

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضورؐ نے

ان اشعار میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رسول اللہ ﷺ کی بشارتوں پر یقین کا اظہار ملتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کی نظم ”جنگ یرموک کا ایک واقعہ“ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اسلامی تاریخ کی عظمت صرف فتوحات میں نہیں، بلکہ ایمان، اخلاص، قربانی، اتحاد اور رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت میں بھی پوشیدہ ہے۔اقبالؒ کا پیغام یہ ہے کہ محبتِ رسول ﷺ کو اپنے کردار، عمل اور زندگی کے رویّوں میں جگہ دی جائے۔ یہی محبت انسان کو نیکی، استقامت اور خدمتِ خلق کی راہ دکھاتی ہے۔

(ضیاء چترالی)

ماں

27 برس کوما کے بعد ھوش میں آئی

ایک ماں 27 برس کی طویل خاموشی کے بعد آنکھیں کھولے اور لب ہلائے تو پانی مانگنے کے لیے نہیں، اپنے درد کی شکایت کرنے کے لیے نہیں، بلکہ صرف ایک نام پکارنے کے لیے، اپنے لختِ جگر کا نام، جو 27 برس تک اس کے دل سے جدا نہیں ہوا تھا۔

یہ کوئی افسانوی داستان نہیں، بلکہ متحدہ عرب امارات کا ایک حقیقی واقعہ ہے، جس نے دنیا بھر کے لوگوں کی آنکھیں نم کر دیں اور ممتا کی عظمت کی ایک لازوال مثال قائم کر دی۔

سن 1991ء میں منیرہ عبداللہ نامی ایک 32 سالہ خاتون اپنے 4 سالہ اکلوتے بیٹے عمرو یسیر کو العین میں اسکول سے لے کر گھر واپس جا رہی تھیں۔ یہ روزمرہ کا ایک معمول کا سفر تھا۔ کسی کو کیا خبر تھی کہ چند لمحوں بعد ان کی زندگی ہمیشہ کے لیے بدل جائے گی۔ اچانک ایک تیز رفتار گاڑی بے قابو ہوئی اور ان کی گاڑی سے پوری شدت کے ساتھ ٹکرا گئی۔ پل بھر میں سب کچھ بدل گیا۔

اس نازک لمحے میں، جب سوچنے سمجھنے کی مہلت بھی نہ تھی، منیرہ نے ممتا کے اس لازوال جذبے کے تحت فیصلہ کیا جو صدیوں سے ماؤں کی پہچان ہے۔ انہیں اپنی جان کی فکر نہ ہوئی۔ انہوں نے اپنے ننھے بیٹے کو اپنے جسم سے ڈھانپ لیا، اسے بازوؤں میں سمیٹ لیا اور اپنے سینے اور پشت کو اس کے لیے ڈھال بنا دیا۔ حادثے کی پوری شدت انہوں نے خود برداشت کی، تاکہ ان کا لختِ جگر محفوظ رہ سکے۔ ماں شدید زخمی ہو گئیں، مگر بیٹا بال بال بچ گیا۔ اس کے جسم پر معمولی زخم بلکہ کچھ خراش آئی۔ منیرہ نے اپنی جان کو داؤ پر لگا کر اپنے بچے کو بچا لیا۔

منیرہ کو دماغ پر شدید چوٹ آئی تھی۔ حادثے کے بعد وہ گہرے کوما میں چلی گئیں۔ جسم زندہ تھا، مگر شعور جیسے کسی گہری تاریکی میں کھو گیا تھا۔ انہیں متحدہ عرب امارات کے مختلف اسپتالوں میں رکھا گیا، پھر علاج کے لیے لندن اور بعد ازاں جرمنی منتقل کیا گیا۔ مشینیں، نلکیاں، ادویات اور درجنوں ڈاکٹر... مگر امید کی کرن دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ہر طرف سے یہی سننے کو ملتا کہ ان کی حالت انتہائی تشویش ناک ہے اور صحت یابی کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

دن گزرتے گئے، مہینے برسوں میں بدلتے گئے اور

پھر ایک سال کے بعد دوسرا سال آتا رہا۔ یوں دیکھتے ہی دیکھتے 27 برس بیت گئے۔

اس دوران دنیا بدل گئی۔ وہ ننھا سا عمر بڑا ہو گیا، اسکول سے نکلا، کالج، پھر جامعہ پہنچا اور 31 برس کا جوان بن گیا۔ مگر اس کی ماں سفید بستر پر لیٹی رہی۔ وقت آگے بڑھتا رہا، لیکن منیرہ کی زندگی جیسے ایک ہی لمحے میں ٹھہر کر رہ گئی تھی۔

تاہم، ان کے اہل خانہ نے کبھی امید کا دامن نہ چھوڑا۔ وہ ہر روز ان کے پاس آتے، ان سے باتیں کرتے اور قرآن مجید کی تلاوت سناتے۔ بیٹا عمر بھی اپنی ماں سے دور نہ ہوا۔ اس کے دل میں اس ماں کی محبت اور قربانی کا ایسا قرض تھا جسے وہ کبھی اتار نہیں سکتا تھا۔ وہ ماں جس نے اپنی جان کی پروا کیے بغیر اسے بچانے کی کوشش کی تھی۔

پھر 2019ء میں عمر نے جرمنی کے ایک مشہور معالج کے بارے میں سنا تو ماں کو لے کر وہ برلن روانہ ہو گیا۔



جرمنی کے مشہور نیورولوجی ماہر ڈاکٹر فریڈمان مولر کے پاس منیرہ کا علاج شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر مولر نے بتایا کہ منیرہ پورے عرصے میں روایتی طبّی مفہوم والے کوما میں نہیں تھیں، بلکہ طویل عرصے تک کم سے کم شعور کی حالت (Minimally Conscious State) میں رہی تھیں۔ ان کے پاس علاج کے دوران ان کی حالت کچھ بہتر ہونا شروع ہوئی۔ پھر جرمنی کے اس اسپتال میں ایسا واقعہ پیش آیا جس نے سب کو حیران کر دیا۔ عمر معمول کے مطابق اپنی ماں کے بستر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ قریب ہی کسی بات پر بلند آواز میں جھگڑا ہونے لگا۔ اچانک کچھ ایسا ہوا جس کی کسی کو توقع نہ تھی۔ منیرہ کے ہونٹ حرکت کرنے لگے۔ 27 برس کی خاموشی کے بعد پہلی بار ان کی کمزور آواز ابھری۔ پھر ان کے لبوں سے ایک لفظ ادا ہوا، صاف اور واضح: ”عمر... عمر!“

انہوں نے پانی نہیں مانگا، یہ نہیں پوچھا کہ وہ کہاں ہیں۔ 27 برس کے طویل عرصے کے بعد ان کے لبوں سے جو پہلا لفظ نکلا، وہ ان کے اسی بیٹے کا نام تھا جسے انہوں نے حادثے کے دن اپنے جسم کی ڈھال بنا کر بچایا تھا۔ عمر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ اس لمحے کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: ”مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری ماں اسی دن، اسی حادثے کے لمحے سے واپس لوٹ آئی ہوں، صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ میں محفوظ ہوں۔ گویا وقت گزرا ہی نہ ہو۔“

اس کے بعد منیرہ کی زبان پر قرآن مجید کی آیات کے الفاظ آنے لگے۔ وہ دھیمی آواز میں کچھ پڑھنے اور دعائیں کرنے لگیں۔ ان کا بیٹا اس منظر کی ہیبت، خوشی اور جذبات کے بوجھ تلے روئے جا رہا تھا۔ یہ ایک ایسی محبت کی داستان ہے جو

وقت کی طویل ترین خاموشی میں بھی دم نہیں توڑتی، ایسے صبر کی مثال ہے جو برسوں کی آزمائش کے باوجود شکست نہیں کھاتا اور ایسے ایمان کی جھلک ہے جو دل کے کسی گوشے میں روشن رہتا ہے۔

یہ منیرہ عبداللہ کی کہانی ہے، اس ماں کی جس نے دنیا کو یاد دلایا کہ ماں کا دل اپنے بچوں کی حفاظت سے کبھی غافل نہیں ہوتا، چاہے وہ خود کئی دہائیوں تک خاموشی کی گہری تاریکی میں کیوں نہ ڈوبا رہے۔

جب اس دل کو پھر سے بولنے کا موقع ملے، تو شاید وہ سب سے پہلے اسی ہستی کا نام پکارے جس کے لیے اس نے کبھی اپنی جان کی پروا نہیں کی تھی: اپنا بیٹا، عمر!

اس کے بعد عمر اپنی ماں کو لے کر واپس وطن لوٹ گیا۔ اس کا کہنا ہے کہ اگرچہ اماں بالکل صحت یاب ہو کر اپنے پیروں چلنے پھرنے کی قابل تو نہیں ہوئیں۔ تاہم ان کے ہوش و حواس بحال ہو چکے ہیں۔ وہ اپنے درد کی جگہ بتا سکتی ہیں۔ مانوس حالات میں مناسب حد تک گفتگو کر سکتی ہیں۔ قرآن مجید کی آیات پڑھتی اور دعاؤں میں ان کا ساتھ دیتی ہیں۔ انہیں اب بھی مزید علاج اور بحالی کی ضرورت ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا پہرا دینا

زینب نعیم

حضرت ابوایوب انصاریؓ کو مدینہ میں آپ ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا تھا، حضرت ابوایوب انصاریؓ آں حضرت ﷺ سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ خیبر کے سفر میں آپ ﷺ اپنے خیمے میں آرام فرما رہے تھے تو حضرت ابوایوب انصاریؓ نے ساری رات تلوار اٹھا کر پہرا دیا۔

اور بار بار خیمے کے پاس سے ہو کر جاتے نبی ﷺ نے صبح اُن کو اُسی جگہ کھڑے پایا تو اُن سے پوچھا: ابوایوب! رات کیا بات تھی؟ تو اُنھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ایک عورت ہے مجھے اُس سے خوف تھا کہ وہ آپ کو نقصان نہ پہنچائے۔ یہ وہ عورت ہے جس نے اپنے باپ اور بھائی کو قتل کیا اور نئی نئی اسلام لائی ہے۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللَّهُمَّ احْفَظْ أَبَا أَيُّوبَ كَمَا بَاتَ يَحْفَظُنِي (اے اللہ! ابوایوب کی ایسے حفاظت کر جیسے اُس نے رات میری حفاظت کرتے گزاری)۔ (سیرت ابن ہشام، 340/2)

رحمت دو عالم ﷺ کی ذات کی حفاظت آپ ﷺ کی دعاؤں اور توجہات کو لینا ہے۔ (ماخوذ حقوق جمال مصطفیٰ ﷺ صفحہ 272)

خواتین کے مسائل

دارالإفتاء الإخلاص

عنوان: تین سے زائد کپڑے سلوانا (فتوی نمبر: 66221)

سوال: السلام علیکم، مفتی صاحب! میرا ایک دوست ہے، چند دن پہلے کپڑوں کی کثرت کے بارے میں بحث شروع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہر انسان کے لیے تین سے زائد کپڑوں کے جوڑے استعمال کرنا شرعی طور پر درست نہیں ہے، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اگر چوتھا جوڑا سلوایا ہے تو اس کو اگر جمعے کی نماز کے لیے پہن لیا جائے تو گناہ گار نہیں ہوگا اور اگر جمعے کی نماز کے علاوہ پہن لیا تو گناہ گار ہوگا، کیا واقعی تین جوڑوں سے زائد کپڑے استعمال کرنا، پہن لینا یا سلوانا شرعی لحاظ سے درست نہیں ہے؟

جواب: واضح رہے کہ دین اسلام میں کپڑوں کی تعداد کی (کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ) کوئی حد نہیں بیان کی گئی ہے، آدمی اپنی ضرورت کے مطابق مختلف تعداد میں کپڑے سلوا سکتا ہے، البتہ لباس کے بارے میں کچھ بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں جن کی پاسداری کرنا ہر حال میں ضروری ہے۔ کپڑوں کے بارے میں کچھ خرابیاں بہت عام ہیں، مثلاً: دکھاوا، تکبر، خود پسندی اور دوسروں کو کم تر ظاہر کرنا، ان خرابیوں سے بچنا از حد ضروری ہے، نیز کپڑے خریدنے یا بنوانے میں اسراف اور فضول خرچی سے بچنے کا بھی خاص رکھنا چاہیے۔

پوچھی گئی صورت میں اگر آپ مذکورہ بالا خرابیوں سے بچتے ہوئے اپنے استعمال کے لیے تین سے زائد کپڑے سلواتے ہیں تو شرعاً ایسا کرنا جائز ہے، اور ان نئے کپڑوں کا جمعہ کے لیے پہننا بھی ضروری نہیں ہے، آپ یہ نئے کپڑے کسی دوسرے موقع پر بھی پہن سکتے ہیں۔ (الشامیۃ: کتاب الزکاۃ، 2/262، ط: سعید)

عنوان: مسلسل ریح خارج ہونے والے شخص کے وضو اور نماز کا حکم (فتوی نمبر: 66209)

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی مریض وضو کرتا ہے، لیکن اکثر اس سے ہوا خارج ہوتی رہتی ہے یا اس کے قابو میں نہیں ہوتی، اور ایسا اکثر نماز کے دوران بھی ہوتا ہے، تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ وضو نہیں کر سکتا۔ اس صورتِ حال کی وجہ سے اسے اکثر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور وہ بڑی مشقت سے وضو کرتا ہے۔ براہِ کرم بتائیں کہ ایسے شخص کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ جزاکم اللہ خیراً

جواب: پوچھی گئی صورت میں اگر ریح کا اخراج اس تسلسل سے ہوتا ہے کہ نماز کے پورے وقت میں مریض کو اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ وہ وضو کر کے فرض نماز اس طرح ادا کر سکے کہ ریح خارج نہ ہو تو وہ شرعی طور پر معذور شمار ہوگا۔

معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد وضو کرے، اور اس وضو سے اس وقت کے اندر جتنی چاہے نمازیں (فرض و نفل) پڑھتا رہے۔ اس

دوران ریح خارج ہونے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، البتہ نماز کا وقت ختم ہوتے ہی وضو ٹوٹ جائے گا اور اگلی نماز کے لیے نیا وضو کرنا لازم ہوگا۔

لیکن اگر ریح کا اخراج اس تسلسل سے نہیں ہوتا اور اس کو فرض نماز ادا کرنے کا موقع مل جاتا ہے تو وہ شرعاً معذور شمار نہیں ہوگا اور ہر نماز کے لیے الگ وضو کر کے نماز ادا کرنی ہوگی۔ (الدر المختار مع رد المحتار: 1/305، ط: سعید)

"اللہ سے امید"

مسز آصف اعوان

احسان فراموشی کرتے دیکھتی تو خود سے لڑتی۔ اور اس اندر کی جنگ نے مجھے

کافی دن بعد اس سے ملاقات ہوئی۔ تو پہلے سے کافی مختلف, اور پُر اعتماد سی لگ رہی تھی۔

میں نے چائے کا کپ اس اس کے سامنے رکھا۔ اور اپنا کپ ہاتھ میں پکڑ کے اس کے قریب بیٹھ گئ۔

"آج تم کچھ مختلف سی لگ رہی ہو۔ یا میرا وہم ہے،؟"

اس نے چونک کے سر اٹھایا آنکھوں میں جگنو سے چمکے۔

تمھیں پتا ہے میں اب بہت پر سکون رہتی ہوں"

اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"خود سے جنگ لڑنا بند کر دی کیا؟" میں نے نرمی سے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔ وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

دنیا والوں سے امید چھوڑ دی۔ پتا ہے سحر! پہلے میں حق فرض سے بے نیاز سب کے ساتھ اچھا سلوک اور ہر برے وقت میں سب کا ساتھ دیتی تھی۔ لیکن میں بے سکونی کی وجہ یہ تھی کہ میں جب ان ہی لوگوں کو خود سے بد گمان اور تھکا دیا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ سمجھ آئی کہ میرا رویہ غلط تھا۔

"تو تم نے ان ٹاکسک لوگوں سے کنارہ کشی کر لی؟" میں نے خالی کپ میز پہ رکھ کے سوال کیا۔

"نہیں میں نے امید چھوڑ دی"

میری ساری غلطی اور ذہنی بے سکونی کی وجہ لوگوں سے امیدیں لگانا اور ان سے اپنی خدمات کا کریڈٹ لینے کی آس لگانا تھا اور اس چیز نے مجھے تھکا دیا"

اس کی آنکھوں میں نمی سی چمکی

"میں نے بدلے کی امیدیں لگانا چھوڑ دیں۔ میں نے ساری امیدیں اللہ سے لگانا شروع کر دیں تو۔ دل قرار میں ہے"

میں دھیرے سے مسکرا دی آخر اس نے اصل چیز پا لی تھی۔

کہ لوگوں سے امید تھکا دیتی ہے لیکن اللہ سے امید دل کو تھکاتی نہیں اور طاقت دیتی ہے۔

سیرتِ نبی ﷺ

زوجہ محمد اقبال

قسط نمبر: ۱۷

یہ محض ایک اتفاق نہیں تھا کہ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی عبدالمطلب کے دل میں زم زم کی تلاش کی فکر پیدا ہو گئی تھی۔ عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں بہت پریشان ہو کر دعائیں مانگا کرتا تھا۔ ایک دن میں حرم کے قریب لیٹا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک بچھڑا لے کر آیا اور اس نے آکر ایک جگہ اسے ذبح کر دیا۔ مشرکینِ مکہ کی عادت تھی کہ وہ اکثر اپنے بتوں کے سامنے نذرانے پیش کرتے اور ان کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔

عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک بچھڑا لے کر آیا اور اسے ایک بت کے سامنے ذبح کر دیا۔ بچھڑے میں ابھی کچھ جان باقی تھی، چنانچہ وہ ذبح ہونے کے بعد تڑپ کر بھاگا اور کچھ دور جا کر گر پڑا۔

اس شخص نے وہیں بچھڑے کی کھال اتاری، اس کی انتڑیاں اور دیگر باقیات نکال کر ایک طرف ڈال دیں۔ عبدالمطلب کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر میں چونک اٹھا۔ میرا ذہن فوراً اپنے خواب کی طرف گیا۔ خواب میں مجھے یہی نشانی بتائی گئی تھی کہ ایک طرف گوبر اور دوسری طرف خون ہو گا۔ میں نے فوراً اس جگہ کو ذہن میں محفوظ کر لیا۔ اس طرح خواب کی ایک نشانی پوری ہو گئی۔

وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ جب میں اس جگہ کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ ایک کوا بیٹھا ہوا ٹھونگیں مار رہا ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ ویسا ہی کوا تھا جیسا مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ میں نے جلدی سے اس جگہ کو بھی نشان زد کر لیا۔

پھر عبدالمطلب نے دیکھا کہ اس جگہ کے قریب ہی چیونٹیوں کا ایک بل تھا۔ اس طرح خواب میں بتائی گئی چیونٹیوں کی بستی کی نشانی بھی پوری ہو گئی۔

عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث سے کہا: ”بیٹے! معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا سن لی ہے اور ہمیں زم زم دریافت کرنے کی سعادت عطا فرمانا چاہتا ہے۔“

اگلے دن عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کے ساتھ اس نشان زدہ جگہ کی کھدائی شروع کر دی۔ جب قریش کے لوگوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ ہم تمہیں اکیلے زم زم کی کھدائی کرنے اور اس کا اعزاز حاصل کرنے نہیں دیں گے۔ اس بات پر ان کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا۔

عبدالمطلب نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم ان لوگوں کو باتوں میں مصروف رکھو، تاکہ میں کھدائی جاری رکھ سکوں۔ (جاری ہے۔۔۔۔۔۔)

صحت کا پیغام

ڈاکٹر محمد اکبر این کاشف صاحب طب جدید کے بہترین معالج اور طب مشرق کے حاذق حکیم ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر ہومیو پیتھ بھی ہیں اور علاج معالجے میں ہومیو پیتھی کو ترجیح دیتے ہیں۔ مریض کے مرض کے مطابق شفاء بخش ادویات تجویز کرتے ہیں تاکہ بحکم الٰہی شفا ہو۔

محترم ڈاکٹر صاحب، السلام علیکم!

مجھے چھاتی کی بائیں جانب ایک مخصوص حصے میں کافی عرصے سے درد محسوس ہوتا ہے، جس کی کیفیت دباؤ، بھاری وزن یا اندرونی کھنچاؤ جیسی ہوتی ہے۔ گزشتہ ایک سال سے ذہنی دباؤ کم کرنے اور خود کو پُرسکون رکھنے کے بعد درد میں کافی کمی آئی ہے۔ اب کوئی دوا یا پین کلر استعمال نہیں کر رہا۔ کبھی ہلکا درد ہو تو سرسوں کے تیل سے مالش کرنے پر آرام آجاتا ہے۔

براہِ کرم معائنہ فرما کر رہنمائی کریں کہ اس درد کی ممکنہ وجہ کیا ہے اور اس کے مستقل علاج کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ شکریہ۔

Ignatia Amara 200 single dose.

Paul brooks جام قلبون

Shake the bottles before use

25 ml mixed in a hot cup of water & drink like qahwa 3 times a day.

Discard gold drops of Madas Germany

10 drops x3 +Crataegus Oxy Q of Schwabee

Germany 7 drops &

Terminalia Arjuna Q of Schwabee Germany 7 drops x3 .

In a sip of water x3

Original Vicks Vaporub of P & G

اس ویکس کا سینے کے اطراف نرمی سے مساج کریں۔

Bryonia Liniment of Paul brooks کا نرمی سے مساج کریں

Cap FLEXOVIT of Paul brooks

1 Capsule x3

ان شاءاللہ تعالی۔۔اللہ آپ کو تمام تکالیف سے نجات دے دیں گے۔اپنے آپ کو وقت دیں، ورزش کریں۔

خواتین کے لئے ازدواجی زندگی کو سنوارنے کے سنہرے اصول

قسط: ۳۰

بنت عبداللہ

میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا، مجھ نگوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے میں کس پھکڑ اور دلدل سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ اُلو ہی بولتا رہا۔" اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہو گی جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر چُھری پھیر دینے کے برابر ہے، ظاہر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن سن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا اور محبت کی جگہ نفرت وعداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی جس پر تمام عمر پچھتانا پڑے گا۔

5- عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی صورت وسیرت پر نہ طعنہ مارے نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہر گز ہر گز کبھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ "ہائے للہ! میں کبھی اس گھر میں سکھی نہیں رہی۔ ہائے ہائے! میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی۔ اس اجڑے گھر میں آکر میں نے کیا دیکھا۔

مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے دیتی ہی رہتی ہیں اور اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول للہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بُری خصلتوں کی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی رہتی ہیں دوسری یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں۔

چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرتے رہو۔ لیکن اگر کبھی ایک ذرا سی کمی تمہاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

[صحیح البخاری، کتاب الایمان: ۲۱، باب کفران العشیر وکفر دون کفر، رقم: ۲۹، ج: ۱، ص: ۲۳؛ وایضاً فی کتاب النکاح: ۸۹، باب کفران العشیر وھو الزوج الخ، رقم: ۵۱۹۱، ج: ۳، ص: ۴۶۳]

[[...جاری...]]

وفاق المدارس کا ترانہ

سعود عثمانی

یہ مدرسوں کی کہکشاں، یہ آسماں زمین کا
یہ جمگھٹا نجوم کا ،نبی کے نائبین کا
نگر مفسرین کا ، چمن محدثین کا
نظر میں اسوہء نبی ، چلن اکابرین کا
یہ خیر خواہ قوم کے ، ادارہ مخلصین کا
وفاق ارضِ پاک کا ، شکوہ علم دین کا

اسی کے فیضِ عام سے کروڑوں دل بدل گئے
اسی کی تربیت سے لوگ سورجوں میں ڈھل گئے
انہی کی تیز دھوپ میں صنم کدے پگھل گئے
یہ اک چراغ کیا جلا، چراغ لاکھوں جل گئے
قلم کے ساتھ کارواں چلا مصنفین کا
وفاق ارضِ پاک کا ، شکوہ علمِ دین کا

فیوضِ دیوبند کا نیا جہاں وفاق ہے
مزاجِ قاسم و رشید کا بیاں وفاق ہے
جہادِ شیخِ ہند کا بھی پاسباں وفاق ہے
ہمارا دل وفاق ہے ، ہماری جاں وفاق ہے
ہر اک قدم نظر میں ہے قدم محققین کا
وفاق ارضِ پاک کا شکوہ علمِ دین کا

زمانے کے چلن سے یہ اگرچہ بے خبر نہیں
مگر فروغِ علم میں تلاشِ مال و زر نہیں
جو راہِ تاج و تخت ہے یہ اِس کی رہ گزر نہیں
یہ سب مقام ہیچ ہیں رضائے رب اگر نہیں
رضائے رب ہی مقصدِ عمل ہے مصلحین کا
وفاق ارضِ پاک کا شکوہ علم دین کا

تغیراتِ عصر پر ہے فکر بھی، نگاہ بھی
ضروری تہنیت بھی ہے، ضروری انتباہ بھی
فقیر ہے توکل و غنا کا بادشاہ بھی
یہ دن کی درس گاہ بھی ، یہ شب کی خانقاہ بھی
یہ تزکیہ ہے روح کا ، یہ عشق عاشقین کا
وفاق ارضِ پاک کا شکوہ علمِ دین کا

چلو! کہ دور جاچکے بہت سے قافلے چلو
جو راہ سے بھٹک گئے انہیں بھی ساتھ لے چلو
جہاں تلک چلے چلیں ، یہ قافلے، چلے چلو
سعود ! رات کٹ چکی بڑھے چلو بڑھے چلو
یہ رہ گزر ہے عزم کی یہ قافلہ یقین کا
وفاق ارضِ پاک کا شکوہ علم دین کا

بیٹیاں

تربیت، تعلیم اور خود اعتمادی کا روشن سفر

اُمِّ نُسیبہ

بیٹیاں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ وہ خوب صورت نعمت ہیں جن کی مسکراہٹ سے گھر کے آنگن مہکتے ہیں اور جن کی موجودگی سے زندگی میں محبت، نرمی اور اپنائیت کے رنگ بکھرتے ہیں۔ مگر بیٹیوں سے محبت کا تقاضا صرف ان کی خواہشات پوری کرنا، انہیں اچھے لباس پہنانا یا ان کے لیے آسائشوں کا انتظام کرنا نہیں، بلکہ ان کی ایسی تربیت کرنا بھی ہے جو انہیں دین و دنیا میں کامیاب، باوقار اور مضبوط شخصیت کا حامل بنائے۔

اولاد کی تربیت میں سب سے مقدم دینی تعلیم ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو عقائد کی درستگی، عبادات کی اہمیت، شرعی احکام، حلال و حرام کی تمیز، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا شعور عطا کریں۔ انہیں بتایا جائے کہ زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے، اور کامیابی کا حقیقی معیار صرف دنیاوی مقام و مرتبہ نہیں بلکہ ایمان، کردار، تقویٰ اور حسنِ اخلاق بھی ہے۔ بالخصوص بیٹیوں کو دین کا اتنا علم ضرور حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اپنے عقائد کی حفاظت کر سکیں، اپنے فرائض کو سمجھ سکیں اور زندگی کے مختلف معاملات میں شریعت کی رہنمائی کے مطابق درست فیصلے کر سکیں۔

لیکن دین کی تعلیم کے ساتھ دنیاوی علوم و فنون سے بے اعتنائی بھی درست نہیں۔ اسلام علم حاصل کرنے، غور و فکر کرنے اور صلاحیتوں کو نکھارنے کی ترغیب دیتا ہے۔

بلاشبہ اسلامی نظامِ خاندان میں عورت کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اس کے شوہر پر، اور نکاح سے پہلے شرعی و خاندانی حالات کے مطابق اس کے متعلقہ مرد سرپرست پر عائد ہوتی ہے۔ عورت کو اپنی کفالت کے لیے تنہا چھوڑ دینا اسلامی تصورِ خاندان نہیں۔ تاہم اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ موجودہ دور میں زندگی کے چیلنجز پہلے سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہو چکے ہیں۔ کبھی اچانک معاشی مشکلات پیش آجاتی ہیں، حالات انسان کو آزمائش میں ڈال دیتے ہیں، کبھی سرپرست کا سایہ اٹھ جاتا ہے اور کبھی زندگی ایسے موڑ پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں انسان کو خود اپنے لیے راستہ تلاش کرنا پڑتا ہے۔

یہاں ایک اہم بات سمجھنے کی ہے کہ خود مختاری کا مطلب بے راہ روی نہیں، اور مضبوطی کا مطلب خاندانی رشتوں سے بے نیازی نہیں۔ ہم اپنی بیٹیوں کو ایسی تعلیم دینا چاہتے ہیں جو انہیں دین سے قریب کرے، کردار میں مضبوط بنائے، حیا و وقار کی

حفاظت سکھائے اور دنیا کے بدلتے ہوئے حالات میں باصلاحیت بنائے۔ایسی بیٹی جو اپنے والدین کا فخر، اپنے گھر کی رونق، اپنے خاندان کا سہارا اور معاشرے کے لیے ایک مفید فرد بن سکے۔

بیٹیوں کو صرف اس قابل نہ بنائیں کہ وہ ایک اچھے گھر میں رخصت ہو سکیں، بلکہ انہیں اس قابل بھی بنائیں کہ وہ زندگی کے ہر مرحلے میں اپنے رب سے وابستہ رہیں، حق کو پہچانیں، درست فیصلے کریں اور آزمائشوں میں ہمت نہ ہاریں۔ بیٹیوں کو زیور پہنائیں تو علم کا، تربیت دیں تو کردار کی، اعتماد دیں تو اللہ پر توکل کا، اور پرواز کے لیے پر دیں تو حیا و وقار کے ساتھ آگے بڑھنے کے۔ کیونکہ ایک تعلیم یافتہ، دین دار اور باصلاحیت بیٹی صرف اپنا مستقبل روشن نہیں کرتی، بلکہ آنے والی نسلوں کی تربیت اور ایک پورے معاشرے کی تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

سردیوں کی گھریلو ٹوٹکے

رابعہ نوید

۱۔ جسم کو اندر سے گرم رکھنے والی غذائیں

• گڑ اور تل: گڑ میں آئرن بھرپور مقدار میں ہوتا ہے جو جسم کا درجہ حرارت برقرار رکھتا ہے۔ گڑ کی چائے، گڑ کی روٹی یا تل کے ساتھ گڑ کا استعمال بہت فائدہ مند ہے۔

• انڈے اور خشک میوہ جات: انڈوں میں پروٹین، وٹامنز اور منرلز ہوتے ہیں جو سردی کے خلاف قوتِ مدافعت بڑھاتے ہیں۔ مونگ پھلی، شکر قندی اور خشک میوہ جات بھی جسم کو گرم رکھتے ہیں۔

• میتھی اور ساگ: میتھی ہاضمہ درست رکھتی ہے اور سرسوں کا ساگ وٹامنز سے بھرپور ہوتا ہے۔

۲۔ نزلہ، زکام اور گلے کی حفاظت

• یخنی اور سوپ: مرغی یا سبزیوں کا گرم شوربہ (جس میں ادرک، لہسن، ہلدی اور کالی مرچ شامل ہوں) نزلہ و زکام پر جلد قابو پانے میں مدد دیتا ہے۔

• ادرک اور ہربل چائے: ادرک کی چائے اور مختلف قہوہ جات سانس کی نالی کھولتے اور جسم کو اندر سے گرم رکھتے ہیں۔

• شہد اور لیموں: نیم گرم پانی میں شہد اور لیموں کا رس ملا کر پینے سے گلے کی خراش اور فلو میں آرام ملتا ہے۔

• (بھاپ) اور غرارے: نزلہ ہونے پر گرم پانی کی بھاپ لیں اور نمکین پانی کے غرارے کریں۔

۳۔ جلد کی دیکھ بھال

• سردیوں میں جلد کی خشکی سے بچنے کے لیے نیم گرم پانی کا استعمال کریں اور نہانے کے فوراً بعد موائسچرائزر یا تیل (جیسے سرسوں یا ناریل کا تیل) جلد پر لگائیں۔

سنتھیا سے آمنہ تک

قسط: ۱

ہدایت کے راہی

ام حسن

محترمہ آمنہ پچاس سالہ سیاہ فام امریکی خاتون ہیں جو اپنی سماجی خدمات کی وجہ سے عالمگیر شہرت رکھتی ہیں۔ 1980ء میں ان کے بارے میں جو کتاب شائع ہوئی، اس کے مطابق ساڑھے تین سو افراد نے ان کی ترغیب سے منشیات سے توبہ کی تھی اور اکیس مرد و زن نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

قابل ذکر امر یہ ہے کہ "شکاگو نیوز" سے وابستہ، زبردست صلاحیتوں کی حامل یہ صحافی خاتون جسمانی اعتبار سے معذور ہیں۔

شکاگو کی تنگ گلیوں میں

وہ شکاگو کی سیاہ فام آبادی کی ایک ایسی کچی بستی (slum) میں پیدا ہوئیں جو غلاظت، جرائم، منشیات اور غربت و افلاس کا گڑھ تھی۔ ان کا پیدائشی نام سنتھیا (Cynthia) تھا۔ ان کا باپ آوارہ منش، نشہ باز اور جرائم پیشہ آدمی تھا، اور ماں ہی سفید فاموں کے گھروں میں مزدوری کر کے گھر کا خرچ چلاتی تھی۔

سنتھیا بہت بچپن میں پولیو کا شکار ہو گئی، مگر وہ غیر معمولی ذہنی صلاحیتوں کی مالک تھی۔ جب سے اس نے بولنا شروع کیا تھا، وہ بار بار کہا کرتی تھی: "میں اسکول جاؤں گی۔" پانچ سال کی عمر میں اس کی ماں ایک سستی سی پہیوں والی کرسی خرید لائی اور اسے ایک اسکول میں داخل کروا آئی۔

سنتھیا بڑی سمجھ دار اور ذہین بچی تھی۔ وہ اپنی کرسی کو گھسیٹتی ہوئی اسکول چلی جاتی، گھر آجاتی اور کتابیں پڑھتی رہتی۔ اس کے اساتذہ اس کی ذہانت سے بہت متاثر تھے۔ وہ بڑی صابر اور باہمت بچی تھی اور کبھی احساسِ کمتری میں مبتلا نہ ہوئی۔ دوسرے بچوں کو بھاگتے دوڑتے دیکھ کر وہ اپنی معذوری پر نہ کبھی آنسو بہاتی، نہ پریشان ہوتی، بلکہ سر جھکائے بڑے اطمینان اور یکسوئی سے مطالعہ کرتی رہتی۔

اس نے اسکول میں اپنی ذہانت کی دھاک بٹھا دی تھی اور اسے ہر سال انعام ملا کرتا تھا۔ وقت گزرتا گیا اور سنتھیا سترہ سال کی ہو گئی۔ اسکول کی تعلیم مکمل ہو چکی تھی اور اب یونیورسٹی میں داخلہ لینا تھا۔ چونکہ اس کی اعلیٰ تعلیمی کارکردگی اور ذہانت سے سبھی متاثر تھے، اس لیے اسے وظیفہ مل گیا۔ وہ پانچ برس تک یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتی رہی، اعزاز کے ساتھ اسے مکمل کیا، اور ایک مقامی اخبار "شکاگو نیوز" میں اسے ملازمت بھی مل گئی۔

(جاری ہے۔۔۔۔۔۔)

ماں کبھی نہیں بھولتی

کوثر جبیں

"اماں۔آپ روزانہ چڑیا کو کھانا کیوں دیتی ہیں ؟""کیوں کہ یہ بھوکی ہیں۔اور کھانا کھا کے خوش ہو کے دعا دیتی ہیں۔ ہمیں مخلوق کے لیے مہربان ہونا چاہیے۔ تبھی تو اللہ پاک ہم پہ مہربان ہوں گے "

"اماں بڑا ہو کے میں بھی مہربان بنوں گا" اماں سکینہ کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"بڑے ہو کے کیوں، ابھی سے مہربان بنو ناں میرے چاند "۔اماں نے اسے گلے لگا کے چٹاچٹ اس کے پھولے گال چومے۔

کچے صحن میں, شان سے کھڑے نیم کے درخت کے نیچے, اماں سکینہ تازی روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے چڑیوں کو ڈال رہی تھیں۔ بہت سی چڑیاں چہچہاتے ہوئے روٹی کے ٹکڑوں پہ چونچیں مار رہی تھیں۔

گھر میں سناٹا سا طاری تھا, اماں کے بڑے بیٹے سکول گئے ہوئے تھے. جب کہ سب سے چھوٹا چار سالہ عثمان اماں سے باتیں کر رہا تھا۔

نیم کا درخت بہت پرانا تھا، شاید اس نے کئی نسلیں دیکھی تھیں۔ عثمان صحن میں دوڑتا، نیم کے درخت پر چڑھنے کی ناکام کوشش کرتا, اور پھر ہنستا ہوا اماں کے پاس آجاتا۔ماں گھر کے کام نمٹاتے اسے دیکھ کر یوں مسکراتی جیسے باغبان اپنے سب سے پیارے پودے کو دیکھتا ہے۔ وقت پر لگا کے اڑتا رہا۔ سب بچوں کی شادی ہو گئی۔ گھر میں خوشیوں کی نئی کونپلیں پھوٹنے لگیں۔ بچوں کی ہنسی صحن میں گونجنے لگی۔ ننھا عثمان بھی جوان ہو چکا تھا۔اس کی شادی بھی ہو گئی تھی اور اللہ نے اس جوڑے کو اولاد سے بھی نواز دیا تھا۔ زندگی ایک بہار کی طرح تھی جس میں ہر طرف رنگ تھے۔

مگر بعض اوقات خزاں بغیر اطلاع کے آجاتی ہے۔ایک دن اچانک اماں کا لاڈلہ بیٹا عثمان دل کا دورہ پڑنے سے دنیا سے چلا گیا۔

لوگ آئے، افسوس کیا، دعائیں دیں اور پھر اپنی اپنی راہوں پر چل پڑے۔ وقت کا دریا بہتا رہا۔ بہن بھائی اپنی زندگیوں میں مصروف ہو گئے۔ کسی کے بچے ہو گئے، کوئی روزگار کے لیے دوسرے شہر چلا گیا۔ عثمان کی بیوی

بھی زندگی کے تقاضوں کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔ بچے بڑے ہونے لگے، مگر ایک دل ایسا تھا جس میں وقت کی رفتار ٹھہر گئی تھی۔

وہ اماں سکینہ کا دل تھا۔ اس کے لیے عثمان کی موت ایک واقعہ نہیں بلکہ ایک ایسا لمحہ تھا۔ جو ہمیشہ کے لیے ٹھہر گیا تھا۔ جیسے گھڑی کی سوئیاں ایک وقت پر رک جائیں۔ سب بچوں کی شادیاں ہو چکی تھیں۔ صحن میں نئی نسل کے قدموں کی آواز آنے لگی تھی۔ مگر نیم کا درخت اور بوڑھی ماں دونوں ویسے ہی تھے۔ ماضی کی یادوں میں گم۔

ایک دن عثمان کی ننھی بچی نے پوچھا: ''دادی، آپ روز ابو کو کیوں یاد کرتی ہیں؟''

ماں نے نیم کے درخت کی طرف دیکھا۔ پھر آہستہ سے بولی: ''بیٹی، تم نے دیکھا ہے نا کہ یہ درخت اپنے سوکھے پتوں کو بھی فوراً نہیں چھوڑتا؟'' پوتی نے سر ہلا دیا۔ ماں نے کہا: ''ماں کا دل بھی ایسا ہی درخت ہوتا ہے۔ اس کی شاخوں پر لگے پتے چاہے خزاں میں گر جائیں، مگر وہ انہیں بھولتا نہیں۔''

پوتی شاید پوری طرح نہ سمجھ سکی، مگر ماں کی آنکھوں میں جھلکتی نمی نے سب کچھ کہہ دیا۔

ایک دن محلے کی ایک عورت نے کہا، ''خالہ، اب تو اتنے سال گزر گئے ہیں۔ اب تو دل کو سمجھا لیجیے۔''

بوڑھی ماں مسکرا دی۔ ''دل کو تو سمجھا لیا ہے بیٹی۔ مگر یادوں کو کون سمجھائے۔ جب بھی کوئی عثمان کا ذکر کرتا تو سب سے پہلے ماں کی آنکھیں نم ہو جاتیں۔ ایک دن ان کی بہو نے دیکھا کہ اماں نیم کے درخت کے نیچے بیٹھی خاموشی سے آسمان کو دیکھ رہی ہے۔ بہو نے آہستہ سے پوچھا، ''اماں جی، کیا سوچ رہی ہیں؟''

ماں نے دھیمی آواز میں کہا، ''میں سوچ رہی ہوں۔ جب میں مر جاؤں گی تو شاید میرا عثمان مجھے لینے آئے گا۔''

بہو کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔

ماں نے تسبیح کے دانے گھماتے ہوئے کہا: ''دیکھو بیٹی، دنیا میں سب بھول جاتے ہیں۔ بہن بھائی، دوست، حتیٰ کہ بچے بھی زندگی کی مصروفیات میں کھو جاتے ہیں۔ یہ فطرت ہے۔ مگر ماں... ماں نہیں بھولتی۔''

ہوا کے ہلکے جھونکے سے نیم کے پتے سرسرائے۔ بوڑھی ماں نے آنکھیں بند کیں اور آہستہ سے کہا: ''میرا عثمان۔ میرا بیٹا'' اور اس لمحے ایسا لگا جیسے صحن میں کہیں دور سے ایک جوان آواز گونجی ہو۔ ''اماں''

ماں کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔۔ آخری مسکراہٹ۔ وہ وقت آ گیا تھا جس کی وہ کب سے منتظر تھیں۔

دنیا میں شاید سب کچھ بدل جاتا ہے۔

مگر ماں کا دل کبھی نہیں بدلتا۔

اور ماں واقعی کبھی نہیں بھولتی۔

خواتین قلم کاروں کو درپیش معاشرتی مسائل

ربیعہ عروج۔ بہاولپور

کائنات کی پہلی صبح طلوع ہوئی تو عورت اپنی تمام تر رعنائیوں اور تخلیقی توانائیوں کے ساتھ موجود تھی۔ محبت اور انسانیت کی خوبصورت کرنیں بکھیرتا ہوا اس کا وجود کہ جس کی کشش نے خاندان اور معاشرے کو یکجا کیا۔ اس کو اعتبار بخشا۔

عورت حسن و جمال کے پیکر اور حسین مجسمے کی صورت میں مرد کے تخیل اور اس کے تخلیقی عمل کی آبیاری کرتی رہی۔ سب نے اسے بڑی دریادلی سے فنون لطیفہ کا محرک تسلیم کیا۔ اسے اس حوالے سے اسپرئیشن کا نام تو دیا مگر خود اس کے ہاتھ میں قلم ہونا مرد کے بنائے ہوئے معاشرے میں ممکن نہیں تھا۔ دنیا کی ہر تہذیب نے عورت کی ذہنی صلاحیت کو تسلیم کرنے میں پس و پیش سے کام لیا۔ شاید اس کی انفرادی سوچ اور صلاحیت سے خوف کھا کر معاشرے نے رفتہ رفتہ اسے پس منظر کے دھندلکوں میں دھکیل دیا۔ لیکن تخلیق کو چونکہ دبایا نہیں جا سکتا تو عورت نے اپنی جگہ ادب کی دنیا میں بھی بنا ہی لی۔

اس بات سے ہم سب اتفاق رکھتے ہیں کہ ادب زندگی کا آئینہ ہے خواہ وہ ادب کسی دور کسی زمانے یا کسی ملک سے تعلق رکھتا ہو، اس کا موضوع براہ راست انسان اور انسانی زندگی میں رونما ہونے والے واقعات ہوتے ہیں۔ انسان نے جب سے بولنا، لکھنا، پڑھنا سیکھا وہ اپنے خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرنے لگا اور اس کوشش کے نتیجے میں، مصوری، شاعری، موسیقی و ادب وجود میں آیا۔ افسانہ نگاری سے قبل بھی اپنے خیالات و محسوسات کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے قصے کہانیوں اور داستان کا چلن عام تھا اور ان قصوں میں بھی عورت کا تصور موجود تھا۔ بلکہ ادب کی ہر صنف کا خاص موضوع عورت ہی رہی ہے، شعرا نے عورت کو اس کے حسن کے لئے سراہا تو نثر نگاروں نے بھی اس کے ہر روپ کو پیش کیا ہے۔ تخلیقی ادب میں ادیبوں کے راستے ایک جیسے ہوتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ انسانی جذبات و احساسات یکساں ہوتے ہیں لیکن تخلیقی سفر کا ایک پہلو یہ بھی ہے، کیونکہ فنون لطیفہ میں جو کردار ایک خاتون عورتوں کے لئے ادا کر سکتی ہے وہ مرد نہیں کر سکتا۔ عورت کی ساخت کو قدرت نے مردوں سے مختلف بنایا ہے اور قدرت نے عورت کو ماں بننے کا رتبہ دیا، بچے کو جنم دینے کا تجربہ بخشا ہے، بچہ پہلی بار کسی آواز سے اگر متعارف ہوتا ہے تو وہ اس کی ماں کے دل کی دھڑکنوں کی آواز ہوتی ہے اور دنیا میں آکر بھی بچہ سب سے پہلے ماں سے ہی مانوس ہوتا ہے۔ مامتا کا حسین اور

پاک جذبہ عورت ہی بہتر سمجھ سکتی ہے اس لئے کہ ایک ماں کے ہاتھ کی پوروں سے کوئی شئے تخلیق ہوتی ہے تو وہ اپنی الگ و منفرد شناخت قائم رکھتی ہے۔ایک ماں جو ایک عورت بھی ہوتی ہے جب ادب تخلیق کرتی ہے تو اس میں اپنا خون جگر شامل کر کے اس فن پارے کو استدلال، سچائی اور عورتوں کے مخفی ترین جذبے کا ترجمان بنا دیتی ہے۔

لیکن ان تمام تر حقائق کے باوجود اس دور جدید میں بھی عورتوں کو ادب کی دنیا میں بہت سے مسائل درپیش ہوتے ہیں جن میں صنفی عدم مساوات، پدرانہ نظام، اور صنفی امتیاز اور خواتین کو ہراساں کیا جانا شامل ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہوتی ہے کہ خواتین کو مردوں کے مقابل مساوی حقوق نہیں دیے جاتے، دیگر شعبہ جات کی طرح یہ روش ادب کی دنیا میں بھی شد و مد سے جاری ہے۔اگر سو صفحات کا میگزین شائع ہوتا ہے تو اس میں خواتین کا حصہ آٹے میں دال کے برابر نظر آتا ہے۔

اس میں پہلی رکاوٹ تو گھر سے ہی سامنے آتی ہے کہ جب بھائی یا والد لکھنے والی بہن بیٹی کی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں۔انہیں دراصل یہ خوف ہوتا ہے کہ کل کو اگر اس کا لکھا پسند کیا گیا تو مختلف ادبی تقریبات میں لے کر جانا پڑے گا۔ڈاک بھیجنی پڑے گی اور وصول کرنا پڑے گی۔پہلے تو خواتین کو اس حوالے سے شدید مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن جب سے ای میل اور دیگر آنلائن ذرائع آئے ہیں ان مسائل میں خاصی کمی آئی ہے۔یہ پدرانہ نظام کا وہ نمونہ ہے جو خواتین کے لیے ادب میں ترقی کرنے میں سدراہ بن جاتا ہے۔چند قلم کار خواتین ایسی ہوتی ہیں جو اپنی بے باک صلاحیتوں کی بنا پر ان ساری رکاوٹوں کو عبور کر جاتی ہیں لیکن ہر خاتون کے لیے ایسا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

خواتین قلم کار گھر کی رکاوٹیں عبور کر بھی لیں تو خواتین کا اگلا امتحان مختلف قسم کے مدیران واسطہ پڑنا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ادب کی دنیا میں بہت سے سلجھے ہوئے لوگ بھی موجود ہیں لیکن دیگر شعبہ جات کی طرح یہاں کالی بھیڑیں بھی موجود ہیں جو ادب کے پردے میں اپنے مذموم سفلی جذبات کی تسکین کرتے نظر آتے ہیں۔اب عورت اور پاکستانی مشرقی معاشرے کی ہو تو وہ ان ہوس بھرے جذبات کو بخوبی سمجھ جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بہت سی خواتین قلم کار خاموشی سے ادب کی دنیا سے کنارہ کر لیتی ہیں اور یوں ادب کی دنیا اچھا لکھنے والوں سے محروم ہو جاتی ہے۔

علم و آگہی، ادب ہر جگہ دونوں جنس کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔خواتین جو ماضی میں صرف کردار کی حد تک محدود تھیں اب وہ خود کردار کی تخلیق کرنے لگی ہیں اور نہ صرف کہ یہ مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں بلکہ کہیں کہیں پر مردوں سے آگے کا سفر طے کر رہی ہیں۔

پکوان

عائشہ نعیم

شاہی کوفتے

قیمہ: آدھا کلو، پپیتا: ایک چائے کا چمچ،
چھوٹی الائچی: 4 سے 5 عدد، کوکونٹ پاؤڈر ایک کھانے کا چمچ، سیاہ زیرہ ایک چائے کا چمچ، بھنے ہوئے چنے دو کھانے کے چمچ، لونگ 4 سے 5 عدد، جاوتری آدھا چائے کا چمچ، خشخاش ایک چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، کوفتے بھرنے کے لیے، ہری مرچ، ہرا دھنیا، پیاز

مصالحہ برائے گریوی

پیاز ایک عدد، پسا ہوا دھنیا ایک چائے کا چمچ، سرخ مرچ پاؤڈر دو چائے کے چمچ، نمک حسب ذائقہ، لہسن پیسٹ آدھا چائے کا چمچ، ادرک پیسٹ آدھا چائے کا چمچ، دہی آدھا کپ، تیل یا گھی تین چوتھائی کپ

ترکیب:

قیمہ میں پپیتا، چھوٹی الائچی، کوکونٹ پاؤڈر، سیاہ زیرہ، بھنے ہوئے چنے، لونگ، جاوتری، خشخاش اور نمک ملا کر نہایت باریک پیس لیں یا گرائنڈ کر لیں اس کے کوفتے بنا کر اس میں کٹی ہوئی پیاز اور ہرا مصالحہ بھر دیں۔ کوفتوں کو ہلکا براؤن فرائی کر لیں۔

ترکیب برائے گریوی

پیاز کو فرائی کر کے باہر نکال لیں اور گرائنڈ کر لیں۔ سرخ مرچ پاؤڈر، نمک، لہسن پیسٹ اور ادرک پیسٹ دہی میں حل کر دیں۔ تین چوتھائی کپ گھی یا تیل گرم کریں اور پیاز کو مصالحوں کے ساتھ فرائی کر لیں۔ پانی ڈال کر پکائیں پھر کوفتے ڈال دیں اور دم پر رکھ دیں حتیٰ کہ تیل نکل آئے اور گرما گرم سرو کریں۔

چکن بروسٹ پاکستانی انداز میں

چکن ایک سے آدھا کلو، سرکہ آدھا کلو، نمک حسب ذوق، ادرک لہسن کا پیسٹ ایک سے آدھا کھانے کا چمچ، پسی لال مرچ۔۔ایک سے آدھا چائے کا چمچ، پسا گرم مصالحہ ایک چائے کا چمچ، ہلدی آدھا چائے کا چمچ، سیلف رائزنگ فلور ایک کپ، انڈے چار عدد،

سلاد کے لئے:

کھیرا، ٹماٹر، ٹماٹو کیچپ، مایونیز لیوں کا رس

ترکیب:

چکن میں سرکہ، نمک، ادرک لہسن کا پیسٹ، پسی لال مرچ، پسا گرم مصالحہ اور ہلدی ملا کر اچھی طرح پکائیں۔ پانی خشک ہو جائے اور ٹھنڈا ہو جائے تو اس میں سیلف رائزنگ فلور اور انڈے شامل کریں۔ اب تمام چیزوں کو اچھی طرح ملا کر ہلکی آنچ پر فرائی کریں اور سلاد کے ساتھ پیش کریں۔



تبصرے

السلام علیکم!

یہ رسالہ دیکھ کر دل خوش ہو گیا، بچپن کی یاد تازہ ہو گئی۔ جب میں بہت چھوٹی تھی ابو رسالہ لاتے تھے، (خواتین کا اسلام) اور (بچوں کا اسلام۔) میری والدہ اور بڑی بہنیں پڑھتی تھیں تو انہیں دیکھ دیکھ کر میں نے بھی پڑھنا شروع کیا۔ مجھے بچپن سے ہی کہانیاں وغیرہ پڑھنے کا بہت زیادہ شوق ہے۔

پھر ابو نے رسالہ گھر میں لانا بند کر دیا، اور پھر آہستہ آہستہ ہم بھی بھول گئے۔ ابھی تو موبائل کا دور آ گیا ہے۔ تو اب جب آپ لوگوں کا رسالہ دیکھا تو دل اتنا خوش ہوا کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ رسالہ میں نے پڑھا، بہت عمدگی سے بنایا گیا ہے، بہت اچھی باتیں لکھی گئی ہیں، ان شاءاللہ آئندہ بھی میں آپ لوگوں کے ساتھ کنیکٹ رہوں گی۔ صائمہ یار محمد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ! محترمہ صائمہ یار محمد صاحبہ! آپ کی محبت اور حوصلہ افزائی کا بے حد شکریہ۔ یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ پیامِ حیاء نے آپ کی بچپن کی خوبصورت یادیں تازہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو سب کے لیے علم واصلاح کا ذریعہ بنائے اور ہمیں مزید بہتر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

پیام حیا میگزین موجودہ نفسا نفسی اور دجالی فتنوں کے دور میں اصلاح کی بہترین قلمی کاوش ہے۔ ماہ کے اکتوبر کے سرِورق نے دل موہ لیا۔ پت جھڑ کا موسم اور ساتھ رکھا کافی کا کپ۔۔۔ خوبصورت امتزاج۔

ہر تحریر اپنی جگہ بہترین رہی۔ ماں کی ایک نصیحت، اولاد کی تربیت، مسلم خاتون کا عظیم علمی کارنامہ اور سب ہی تحاریر پسند آئیں۔ فاطمہ سعید اس میگزین کو منظر عام پر لانے کے لیے خصوصی شاباش کی مستحق ہیں۔

میری تحریر شامل کرنے کے لیے بہت شکریہ، جزاکم اللہ خیرا کثیرا۔ اُمِّ نُسیبہ۔ کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ اُمِّ نُسیبہ صاحبہ! آپ کی محبت، حوصلہ افزائی اور خوبصورت تبصرے کا بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں برکت عطا فرمائے اور آپ کی تحریروں کو صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین!